# فقہ القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ مِن عَزمِ الأُمُور ()

(سورۃ الشوری آیت ۴۳)

یعنی پختہ کار لوگ وہ ہیں جو صبر و استقامت سے اپنے رویوں، رجحانات اور معاملات پر جمے رہتے ہیں اور دوسروں کے نامناسب رویوں اور بشری کمزوریوں کو معاف اور ان سے در گزر کرتے ہیں۔ یہاں غفر کا معنی دوسروں کی نامناسب باتوں اور عملی کمزوریوں سے صرفِ نظر کرنا، انہیں اپنی نگاہوں سے اوجھل رکھنا اور ان پر گرفت نہ کرنا ہے گویا جب ایک آدمی دوسروں کی کوتاہیوں سے صرفِ نظر کرے گا تو اسے غفر سے تعبیر کیا جائے گا۔ قرآنِ حکیم میں ہے وَاِذَا مَا غَضِبُوا هُم يَغفِرُون یعنی جو لوگ بڑے گناہوں اور فواحش سے اجتناب کرتے ہیں تو جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو معاف کرتے ہیں یعنی جب کوئی ایسی چیز ان کے سامنے آتی ہے جس سے وہ مشتعل اور غضب ناک ہوتے ہیں تو اس غیر متوازن حالت میں بھی وہ معاف کرتے ہیں، عفوودرگزر سے کام لیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ فریقِ مقابل کی جس بات اور کام سے وہ مشتعل ہوئے اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس پر وہ اسے سزا دیتے مگر انہوں نے اس سے صرفِ نظر اور درگزر کیا، کسی چیز کے چھپانے اور ڈھانپنے کی یہی صورت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح قرآنِ کریم میں ہے وَاِن تَعفُوا وَتَصفَحُوا وَتَغفِرُوا فَاِنَّاللهَ غَفُور الرحِيم ()

اس آیتِ کریمہ میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی جارہی ہے کہ جب وہ فریقِ مقابل پر غالب آجائیں تو خاص اس برتری کی کیفیت میں بھی اگر عفوودرگزر اور معاف کرنے کے جذبہ کو اختیار کریں تو اللہ تعالی جو غفور الرحیم ہے وہ ان سے ایسا ہی سلوک کرے گا۔ جب کوئی بندہ دوسرے بندہ سے مغفرت ومعافی کا سلوک کرے گا تو اللہ تعالی بھی اس سے مغفرت ومعافی کا سلوک کرے گا۔ قرآنِ حکیم میں غفر کی یہ وہ مثالیں ہیں جن میں غفر کا فاعل آدمی ہے جس کا مجموعی طور پر یہ مطلب ہے کہ لوگوں کی بعض وہ باتیں یا اعمال جو دوسرے لوگوں کو ناگوار ہوں لیکن ان میں کوئی اخلاق واعمال کی بنیادی خرابی نہ ہو تو اس سے درگزر کر دیا جائے۔ لیکن وہ خرابی جو اخلاق و اعمال اور انسانی و اسلامی معاشرہ کی جڑوں اور بنیادوں کو ہلا کے رکھ دے تو اس کی سزا دی جائے گی۔ چنانچہ اسلام نے ایسی متعدد خرابیوں کی سزا متعین کی ہے۔ (مفتی سید شاہ حسین گردیزی ۔ رسالہ مغفرتِ ذنب)